# مناسکِ حج کی نبوی اصلاحات

محمد رضی الاسلام ندوی

مخصوص زمانے میں مقدس مقامات کی زیارت کا تصور، جسے اسلامی اصطلاح میں حج کہتے ہیں، تقریباً تمام ہی مذاہب میں پایا جاتا ہے۔ سامیوں کے نزدیک بھی یہ مذہبی شعائر میں سے تھا۔ چنانچہ لفظ "حج" کی اصل، جیسا کہ ڈاکٹر جواد علی نے لکھا ہے، سامی اور عبرانی زبانوں میں موجود ہے(۱)۔ قدیم اہل عرب کے یہاں بھی حج کا تذکرہ ملتا ہے۔ یہ دراصل ان کے جدِ امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت، ان کے بتائے ہوئے طریقۂ عبادت اور ان کی یادگاروں کی تمثیل سے عبارت ہے۔

حضرت ابراہیمؑ نے، جن کو آج دنیا کے تین بڑے مذاہب، یہودیت، عیسائیت اور اسلام، کے ماننے والے اپنا جدِ امجد تسلیم کرتے ہیں، آج سے ہزاروں سال قبل مشرکانہ ماحول سے کنارہ کشی اختیار کرکے ایک بے آب و گیاہ وادی میں خدائے واحد کی عبادت کے لیے ایک گھر کی بنا ڈالی تھی، اور اس کی زیارت اور طواف کرنے اور وہاں مراسمِ عبادت بجالانے کا اعلان عام کیا تھا (۲)۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے جذبہ اخلاص کو شرف قبولیت سے نوازا اور ان کی نسل میں حج ایک مقدس عبادت قرار پایا۔ چنانچہ عہد جاہلیت سے متعلق وارد تفصیلات سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل عرب کے نزدیک خانہ کعبہ کو مقدس گھر اور حج کو ایک مقدس عبادت کی حیثیت حاصل تھی، اور انھیں یہ احساس بھی تھا کہ یہ سارے مراسم ان کے جدامجد حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ سے منقول ہیں۔ اس کا ثبوت اس بات سے ملتا ہے کہ انھوں نے خانہ کعبہ کے اندر جہاں بہت سے بت رکھ چھوڑے تھے وہیں حضرت ابراہیمؑ و اسماعیلؑ کی تصویریں بھی بنا رکھی تھیں(۳)۔

اسلام نے بھی حج کی کو دین کا ایک اہم رکن قرار دیا ہے (۴)۔ اور اللہ کے آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے (جو ملتِ ابراہیمی کے مجدد بنا کر بھیجے گئے تھے) لوگوں کو ملتِ

ابراہیمی کی پیروی کا حکم دیتے ہوئے(۵)۔ انہیں مناسکِ حج کی تعلیم دی۔ البتہ اہلِ عرب نے ان مناسک میں کچھ تبدیلیاں کر لی تھیں اور ان میں اپنے من مانے رسوم شامل کر لیے تھے۔ قرآن نے ان پر نکیر کی اور اللہ کے رسولؐ نے بھی ان کی تردید فرمائی اور اپنے عمل کے ذریعے حج کا صحیح طریقہ بتلایا۔

عہدِ نبویؐ میں ادائیگی حج کے طریقے سے واقفیت حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم یہ جانیں کہ عہدِ جاہلیت میں حج کا کیا طریقہ تھا؟ مشرکین نے حضرت ابراہیمؑ کے بتائے ہوئے طریقہ میں کیا تبدیلیاں کرلی تھیں؟ اور قرآن نے اپنی آیات اور پیغمبرِ اسلام نے اپنے ارشادات کے ذریعے ان میں کیا اصلاحات کیں؟ نیز آنحضرتؐ نے حج کا عملی مظاہرہ کیونکر کیا؟ اور حج کی کیسے تنظیم فرمائی؟

## مناسکِ حج کی اصلاحات

مناسکِ حج میں اہل عرب نے جو تبدیلیاں کرلی تھیں ان کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے کچھ نسلی امتیازات پر مبنی تھیں، کچھ کا تعلق تقدس کے خودساختہ معیارات سے تھا اور کچھ کاموں کو انہوں نے مہمل طریقے پر مراسمِ حج میں شامل کرلیا تھا۔ ذیل میں ہم ان کا تذکرہ کرتے ہوئے نبوی اصلاحات کی جانب اشارہ کریں گے۔

### الف ۔ نسلی امتیازات پر مبنی مراسم کی اصلاح

۱ ۔ قریش کو دوسرے قبائل کے مقابلے میں اپنی نسلی برتری کا احساس تھا اور اس بنیاد پر انہوں نے اپنے لیے کچھ امتیازات خاص کر لیے تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ ہم اولادِ ابراہیمؑ، باشندگانِ مکہ، اہلِ حرم اور متولیانِ کعبہ ہیں۔ ہمیں جو حقوق حاصل ہیں وہ دوسرے عربوں کو حاصل نہیں اور نہ ہی ان کا درجہ ہمارے برابر ہے۔ اس لیے اگر وہ حرم سے باہر کی کسی چیز کی تعظیم و توقیر کریں گے تو حرم کی قدر و منزلت دوسرے لوگوں کی نگاہوں میں کم ہوجائے گی۔ اسی بنیاد پر انہوں نے وقوفِ عرفہ کو، جو حج کا ایک اہم رکن تھا اور جس کے مناسکِ حج میں سے ہونے کا وہ بھی اعتراف کرتے تھے، خود سے ساقط کرلیا تھا۔ اس لیے کہ اس صورت میں انہیں حرم سے باہر نکلنا پڑتا۔ قرآن نے ان کے اس زعم باطل کی نکیر کی اور دوسرے لوگوں کی طرح انہیں بھی عرفات جاکر وہاں سے واپس آنے کا حکم دیا(۶)۔ فرمایا:

ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ط (البقرہ ۲ : ۱۹۹)

پھر تم سب کو ضرور ہے کہ اسی جگہ ہوکر واپس آؤ جہاں اور لوگ جاکر وہاں سے واپس آتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے سامنے توبہ کرو۔

۲ - حج کی ایک خودساختہ رسم حرم کے باہر سے آئے ہوئے حاجیوں کا خانہ کعبہ کا عریاں طواف کرنا تھا۔ وہ کہتے تھے کہ ہم ان کپڑوں میں طواف نہیں کریں گے جن میں ہم نے گناہ کیے ہیں (۷) یا اگر وہ کپڑے پہن کر طواف کرتے تھے تو طواف کے بعد ان کو اتار دیتے تھے اور پھر کبھی ہاتھ نہ لگاتے تھے۔ البتہ حُمس (یعنی اہل حرم) سے مانگے ہوئے کپڑوں میں طواف کی اجازت تھی۔ اس رسم کے پیچھے بھی حُمس کی برتری کا تصور کارفرما تھا۔ اس لیے کہ عام اہلِ عرب یہ سمجھتے تھے اور قریش نے انہیں یہ باور کرنے کا موقع دیا تھا کہ وہ دین میں متشدد اور بڑے عابد و زاہد لوگ ہیں۔ اس لیے طواف صرف انہیں سے حاصل کیے ہوئے کپڑوں میں کرنا صحیح ہوگا۔ قرآن نے اس تصور کی تردید کی اور فرمایا:

یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ (الاعراف ۷: ۳۱)

اے اولاد آدم تم مسجد کی ہر حاضری کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو۔

۳ - اہلِ عرب نے حج کو عبادت سمجھنے کے بجائے ایک میلہ کی حیثیت دے دی تھی اور اس میں ذکرِ الٰہی اور استغفار و انابت کے بجائے خاندانی مفاخرت ان کا شیوہ بن گیا تھا۔ چنانچہ تمام قبائل مناسکِ حج سے فارغ ہونے کے بعد منیٰ میں قیام کرتے اور اپنے اپنے آباؤ اجداد کے محاسن اور کارنامے بیان کرتے۔ قرآن نے اس پر نکیر کرتے ہوئے انہیں ذکرِ الٰہی کی ہدایت کی:

فَاِذَا قَضَیْتُمْ مَّنَاسِکَکُمْ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَذِکْرِکُمْ اٰبَآءَکُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِکْرًا ط (البقرہ ۲: ۲۰۰)

پھر جب تم اپنے اعمال حج پورے کر چکو تو حق تعالیٰ کا اس طرح ذکر کیا کرو جس طرح تم اپنے آباء (اجداد) کا ذکر کیا کرتے ہو۔ بلکہ یہ ذکر اس سے (بدرجہا) بڑھ کر ہو۔

۴ - حج ایک میلہ جیسی حیثیت ہوجانے کی وجہ سے ہی اس میں وہ تمام کام ہوتے تھے جو کسی میلہ میں ہوسکتے تھے۔ لڑائی جھگڑا، شوروغل، دنگا فساد، عورتوں سے چھیڑ خانی غرض فسق و فجور کے سارے کام ہوتے تھے۔ قرآن نے یکلخت ان پر پابندی عائد کردی اور حج کو ذکر و انابت، تقدس و پرہیزگاری اور خیر و ورع کا مرقع بنا دیا۔ فرمایا:

فَمَنْ فَرَضَ فِیْھِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِی الْحَجِّ ط وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ یَّعْلَمْہُ اللّٰہُ (البقرہ ۲: ۱۹۷)

سو جو شخص ان میں حج مقرر کرے تو پھر (اس کو) نہ کوئی فحش بات (جائز) ہے اور نہ کوئی بے حکمی (درست) ہے اور نہ کسی قسم کا نزاع حج کے سلسلہ میں (زیبا) ہے' جو نیک کام کرو گے خدا تعالٰی کو اس کی اطلاع ہوتی ہے۔

## ب - تقدس کے خود ساختہ معیارات کی اصلاح

اہل عرب نے تقدس کے کچھ خود ساختہ معیارات وضع کرلیے تھے۔ اسی بنا پر انہوں نے اپنے اوپر کچھ پابندیاں عائد کرلی تھیں۔ چونکہ ان کا دینداری اور تقویٰ سے کوئی تعلق نہیں تھا اس لیے اسلام نے انہیں ساقط کردیا۔ مثلاً:

۵ - وہ قربانی کے جانوروں پر سواری جائز نہ سمجھتے تھے۔ آنحضرتؐ نے اس دستور کو ختم کیا۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسولؐ اللہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ قربانی کے جانور ہانکے لیے جارہا ہے۔ آپؐ نے فرمایا اس پر سوار ہو لو۔ اس نے کہا یہ قربانی کا جانور ہے۔ آپؐ نے پھر فرمایا اس پر سوار ہولو۔ اس نے پھر یہی جواب دیا تو آپؐ نے تیسری مرتبہ خفگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا' تمہارا برا ہو اس پر سوار ہو لو۔(۸)

۶ - وہ قربانی کے گوشت کا تین دن سے زیادہ استعمال جائز نہ سمجھتے تھے۔ اللہ کے رسولؐ نے یہ پابندی اٹھا دی۔ حضرت جابرؓ بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ ہم منیٰ میں تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت نہیں کھاتے تھے' نبیؐ نے ہمیں رخصت مرحمت فرمائی اور فرمایا: اسے کھاؤ اور زاد راہ بناؤ۔ چنانچہ ہم نے (تین دن سے زیادہ بھی) اسے کھایا اور زاد راہ بنایا(۹)۔

۷ - وہ حج کرکے واپس ہوتے تھے تو دروازوں سے گھر میں داخل ہونے کی بجائے پشت کی جانب سے کود پھاند کر یا نقب لگا کر آتے تھے۔ قرآن نے اس پر نکیر کرتے ہوئے فرمایا کہ اصل چیز تقویٰ ہے جو حق کا مقصود ہونا چاہیے۔ حضرت براءؓ بن العازب فرماتے ہیں: "انصاری جب حج سے فارغ ہوتے تو دروازے کی جانب سے گھر میں داخل نہیں ہوئے تھے بلکہ پشت کی جانب سے آتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک شخص اس دستور کی خلاف ورزی کرکے دروازے سے گھر میں آگیا۔ لوگوں نے اسے بڑی لعنت و ملامت کی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی (۱۰):

وَلَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا وَاتَّقُوا اللّٰهَ (البقرہ ۲: ۱۸۹)

اور اس میں کوئی فضیلت نہیں کہ تم گھروں میں ان کی پشت کی طرف سے آیا کرو۔ ہاں لیکن فضیلت یہ ہے کہ کوئی شخص (حرام چیزوں سے) بچے اور گھروں میں ان کے

دروازوں سے آؤ۔ اور خدا تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔

۸ - وہ سفر حج میں زادِ راہ لے کر نہیں چلتے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ اس سے توکل علی اللہ کی نفی ہوتی ہے۔ چنانچہ جب وہ مکہ پہنچتے تو وہاں لوگوں کے سامنے دستِ سوال دراز کرتے تھے(۱۱)۔ اللہ تعالیٰ نے اسے ناپسندیدہ فعل قرار دیا اور ارشاد فرمایا:

وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى (البقرہ ۲ : ۱۹۷)

اور (جب حج کو جانے لگو) ضروری خرچ لے لیا کرو۔ کیونکہ سب سے بڑی بات خرچ میں گداگری سے بچا رہنا ہے۔

۹ - انہوں نے ایک "خاموش حج" ایجاد کرلیا تھا۔ یعنی حج کا اِحرام باندھتے تھے تو حج مکمل ہونے تک چپ رہتے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے قبیلہ احمُس کی زینب نامی ایک عورت کو خاموش دیکھا۔ وجہ دریافت کی تو معلوم ہوا کہ اس نے "خاموش حج" کا احرام باندھ رکھا ہے۔ آپ نے اسے ناجائز بتلاتے ہوئے فرمایا: هذا من عمل الجاهلیه (۱۲) (یہ جاہلیت کا عمل ہے۔)

۱۰ - وہ حج کے لیے پاپیادہ سفر کرنے کو متبرک اور کارِ ثواب سمجھتے تھے۔ چنانچہ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ نبیؐ نے ایک بوڑھے شخص کو دیکھا جو اپنے دو بیٹوں کے سہارے پیادہ پا جارہا ہے۔ آپؐ نے وجہ دریافت کی۔ معلوم ہوا کہ اس نے پیدل چلنے کی نذر مانی ہے۔ آپؐ نے فرمایا : اللہ تعالیٰ اس سے بے نیاز ہے کہ یہ شخص اپنے نفس کو عذاب میں ڈالے۔ چنانچہ آپؐ نے اسے سواری پر جانے کا حکم دیا (۱۳)۔ اسی طرح حضرت عقبہؓ فرماتے ہیں کہ میری بہن نے بیت اللہ تک پیدل جانے کی نذر مانی۔ میں نے اللہ کے رسولؐ سے اس سلسلہ میں دریافت کیا تو آپؐ نے ایسی نذر سے منع کیا اور فرمایا: وہ پیدل بھی چلے اور سوار بھی ہو"(۱۴)۔

۱۱ - حج کے دوران وہ تجارت کو ناپسند کرتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ تجارتی لین دین حج کے تقدس کے خلاف ہے۔ نتیجتاً اکثر لوگ حج کی نیت ہی نہیں کرتے تھے اور ان کا مقصد عکاظ اور ذوالمجنہ کے بازاروں میں اکٹھا ہوکر محض تجارتی معاملات طے کرنا ہوتا تھا۔ دوسری جانب جو لوگ حج کی نیت سے آتے تھے وہ تجارتی منافع سے محروم رہتے تھے۔ اسلام نے اس تفریق کو ختم کرتے ہوئے کہا کہ تجارت' تقدسِ حج کے خلاف نہیں ہے(۱۵):

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ: (البقرہ ۲ : ۱۹۸)

اس میں ذرا بھی گناہ نہیں کہ (حج میں) معاش کی تلاش کرو جو تمہارے پروردگار کی

طرف سے ہے۔

۱۲ ۔ اشہر حج میں عمرہ کرنے کو وہ "افجر الفجور" سمجھتے تھے۔ چنانچہ حضرت ابن عباسؓ کی روایت کے مطابق جب ذی الحجہ کی چار تاریخ کو آنحضرتؐ نے صحابہؓ کو عمرہ کی نیت کرنے کی ہدایت کی تو انہوں نے بڑی حیرت کا اظہار کیا (فتعاظم ذلک عندھم)' مگر اللہ کے رسولؐ نے خود بھی عمرہ کرکے عملاً اس بے ضرورت رسم کو ختم کردیا(۱۶)۔

## ج ۔ مہمل اعمال کی اصلاح

کچھ اور مراسم بھی تھے جنہیں اہلِ عرب نے حج میں شامل کرلیا تھا اور انہیں وہ خدا کے تقرب کا ذریعہ سمجھتے تھے' مگر ان کی کوئی مذہبی حقیقت نہیں تھی۔ اسی لیے قرآن نے انہیں کالعدم قرار دیا اور اللہ کے رسولؐ نے بھی ان سے نہی فرمائی۔ مثلاً :

۱۳ ۔ وہ قربانی کرتے تھے تو اس کے خون کو خانہ کعبہ کی دیواروں پر لگاتے تھے اور سمجھتے کہ اس کے ذریعے خدا سے تقرب حاصل ہوگا۔ قرآن نے اس سے نہی کردی :

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ (الحج ۲۲ : ۳۷)

اللہ کے پاس نہ ان کا گوشت پہنچتا ہے اور نہ ان کا خون لیکن اس کے پاس تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔

۱۴ ۔ صفا و مرہ کے درمیان جو وادی ہے اس سے تیزی کے ساتھ دوڑ کر گزرتے تھے۔ اس عمل کو ان کے یہاں مذہبی دستور کی حیثیت حاصل ہوگئی تھی۔ اسلام نے اسے کوئی اہمیت نہیں دی۔ چنانچہ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ "یہ سنت نہیں ہے"(۱۷)۔

۱۵ ۔ وہ مزدلفہ سے اس وقت تک کوچ نہیں کرتے تھے جب تک کہ ثبیر کی پہاڑی سے سورج طلوع نہ ہوجائے۔ نبیؐ نے اس دستور کی مخالفت کرتے ہوئے طلوع شمس سے قبل کوچ کیا(۱۸)۔

۱۶ ۔ بعض لوگ طواف کرتے تھے تو اپنے گناہ گار یا مجرم ہونے کا اظہار مختلف نامناسب طریقوں سے کرتے تھے۔ آنحضرتؐ نے ان تمام طریقوں کو ناپسندیدہ قرار دیا۔ مثلاً حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ایک شخص کو دیکھا جس نے رسی سے اپنا ہاتھ ایک شخص سے باندھ دیا ہے اور وہ اس کو طواف کرا رہا ہے۔ آپؐ نے اس کی رسی کاٹ دی (۱۹)۔

۱۷ ۔ مناسکِ حج کی ادائیگی کے بعد واپسی کے سلسلہ میں ان کے دو گروہ ہوگئے تھے۔ بعض ایامِ تشریق میں واپسی کو گناہ سمجھتے تھے جبکہ دوسرے لوگ واپسی میں تاخیر کو غلط قرار دیتے تھے۔

قرآن نے دونوں طریقوں کو صحیح بتلاتے ہوئے کہا کہ اصل مطلوب چیز تقویٰ ہے:

وَاذْكُرُوا اللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَعْدُودَاتٍ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ وَمَنْ تَأَخَّرَ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ لِمَنِ اتَّقَى (البقرہ ۲ : ۲۰۳)

اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو کئی روز تک پھر جو شخص دو دن میں (مکہ واپس آنے میں) تعجیل کرے، اس پر بھی کچھ گناہ نہیں اور جو شخص (دو دن) تاخیر کرے اس پر بھی کچھ گناہ نہیں، اس شخص کے لیے جو (خدا سے) ڈرے۔

۱۸ - عہدِ جاہلیت میں تمام عرب صفا و مروہ کا بھی، جن پر اساف و نائلہ نامی بت نصب تھے، طواف کیا کرتے تھے جبکہ انصار، جو اسلام لانے سے قبل مناۃ بت کی پوجا کرتے تھے اس کا طواف ناپسند کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے خانہ کعبہ کے طواف کا حکم دیا اور صفا و مروہ کے طواف سے متعلق کوئی صریح حکم نازل نہ ہوا تو صحابہ کو شبہ ہوا کہ شاید شعائرِ جاہلیت میں سے ہونے کی وجہ سے اب ان کا طواف ممنوع ہے۔ انھوں نے آنحضرتؐ سے اس کے متعلق دریافت کیا۔ نیز انصار نے بھی آپؐ سے زمانۂ جاہلیت میں ان کے طواف سے متعلق اپنی ناپسندیدگی کا تذکرہ کیا(۲۰) اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا (البقرہ ۲ : ۱۵۸)

تحقیقاً صفا اور مروہ منجملہ یادگار (دین) خداوندی ہیں۔ سو جو شخص حج کرے بیت اللہ کا یا (اس کا) عمرہ کرے۔ اس پر ذرا بھی گناہ نہیں۔ ان دونوں کے درمیان آمدورفت کرنے میں (جس کا نام سعی ہے)

۱۹ - بعض لوگ سفرِ حج میں عجلت پسندی کا اظہار کرتے تھے۔ چنانچہ اللہ کے رسولؐ نے سکینت و وقار کے ساتھ مراسمِ حج ادا کرنے کی تلقین کی۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ وہ یوم عرفہ میں نبیؐ کے ساتھ تھے۔ آپؐ نے ایک موقع پر زبردست چیخ و پکار سنی اور دیکھا کہ لوگ اونٹوں کو مار رہے ہیں۔ آپؐ نے اشارہ سے انہیں منع کیا اور فرمایا کہ "سکینت اختیار کرو۔ نیکی عجلت میں نہیں ہے"(۲۱)۔

۲۰ - خانہ کعبہ کو دیکھ کر بعض لوگ ہاتھ اٹھاتے تھے۔ حضرت جابرؓ سے کسی نے اس کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: ہم نے نبیؐ کے ساتھ حج کیا ہے مگر ہم یہ نہیں کرتے تھے۔(۲۲)

## مناسکِ حج میں اضافات

اوپر ان اصلاحات کا تذکرہ کیا گیا جو اللہ کے رسولؐ نے مناسکِ حج میں کیں۔ اب حج سے بعض ان اعمال کا تذکرہ کیا جاتا ہے جنہیں جاہلیت میں انجام نہیں دیا جاتا تھا۔ اللہ کے رسولؐ نے انہیں مشروع قرار دیا اور انہیں مناسکِ حج میں داخل کیا:

۱۔ صلح حدیبیہ کے اگلے سال جب مسلمان عمرہ کرنے گئے تو طواف کرتے ہوئے انہیں دیکھ کر مشرکینِ قریش ان پر یہ آوازے کسنے لگے کہ انہیں مدینہ کے بخار نے کمزور کردیا ہے۔ یہ سن کر اللہ کے رسولؐ نے مسلمان کو دورانِ طواف رُمل کرنے کا حکم دیا۔ یہ ایک وقتی ضرورت تھی مگر پھر یہ سنت قرار پائی۔ چنانچہ حضرت عمرؓ بن الخطاب فرماتے ہیں کہ ہمارا رمل سے کیا تعلق؟ اس کے ذریعے ہم نے مشرکین کے سامنے اپنی قوت و طاقت کا مظاہرہ کیا تھا اور اب انہیں اللہ نے ہلاک کردیا ہے۔ لیکن چونکہ اسے اللہ کے رسولؐ نے کیا ہے اس لیے ہم اسے چھوڑنا بھی نہیں چاہتے (۲۳)۔

۲۔ آنحضرتؐ نے مختلف اطراف سے حج کے لیے آنے والوں کے لیے میقات کی تعیین فرمائی۔ چنانچہ اہلِ مدینہ کے لیے ذوالحلیفہ، اہلِ شام کے لیے جحفہ، اہلِ نجد کے لیے قرن المنازل، اہلِ یمن کے لیے یلملم کو میقات قرار دیا (۲۴)

۳۔ اگر کوئی تکلیف ہو تو مُحرِم کے لیے حلقِ راس کی اجازت اور اس کے فدیہ کی ادائیگی کا حکم قرآن نے دیا ہے۔

## مناسکِ حج کی ادائیگی کا عملی مظاہرہ

اللہ کے رسولؐ نے نہ صرف یہ کہ اپنے ارشادات کے ذریعے مراسمِ حج کی اصلاحات کیں اور حج کو اہلِ عرب کے غیرتعبدی اعمال و مراسم سے پاک کیا بلکہ خود مناسکِ حج پر عمل کرکے طریقۂ حج کو صحیح اور منقح صورت میں پیش کیا۔ آنحضرتؐ نے اپنی زندگی میں اگرچہ متعدد عمرے کیے، لیکن حج صرف ایک ہی کیا اور وہ حجۃ الوداع ہے جو ۱۰ھ میں ہوا۔ حضرت جابرؓ بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ صحابہؓ کو جب علم ہوا کہ حضورؐ حج کا ارادہ رکھتے ہیں تو بڑی تعداد میں مدینہ میں اکٹھے ہوگئے۔ سب کی خواہش تھی کہ حج میں آنحضرتؐ کی اقتدا کریں اور آپ ہی کو دیکھ کر مناسکِ حج انجام دیں۔ چنانچہ جب آنحضرتؐ سفرِ حج کی غرض سے اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے تو آگے پیچھے دائیں بائیں تا حدِنظر ہرچہار جانب لوگوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا، اور لوگ کہہ رہے تھے کہ اللہ کے رسولؐ ہمارے درمیان قرآن کی تشریح کرنے والے ہیں۔ اس لیے جس طرح

آپؐ عمل کریں گے ویسے ہی ہم بھی عمل کریں گے (۲۵) خود آنحضرتؐ نے بھی مناسکِ حج ادا کرتے ہوئے لوگوں سے بار بار یہی فرمایا: **قفوا علی مشاعرکم فانکم علی ارث من ارث ابراہیم** (۲۶)۔

(حج کے مناسک ادا کرو کیونکہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ورثہ ہیں)

سفرِ حج میں اور دورانِ حج بھی جو باتیں صحابہؓ کے نزدیک دریافت طلب ہوتی تھیں ان کے بارے میں وہ آپؐ سے دریافت کرتے۔ چنانچہ روایتوں میں آتا ہے کہ مقام روحاء میں آپؐ ایک قافلہ سے ملے تو ایک عورت نے اپنے بچہ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے آپؐ سے دریافت کیا: کیا اس پر حج ہے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں اور اس کا اجر تم کو ملے گا (۲۷) قبیلہ خثعم کی ایک عورت نے آپؐ سے دریافت کیا کہ میرے والد پر حج فرض ہے مگر وہ اپنی ضعیفی کی وجہ سے اسے ادا نہیں کرسکتے۔ کیا میں ان کی طرف سے حج بدل کرسکتی ہوں؟ آپؐ نے فرمایا: "ہاں" (۲۸)

اسی طرح مناسکِ حج کی ادائیگی میں صحابہؓ سے تقدیم یا تاخیر ہوجاتی یا کوئی غلطی سرزد ہوجاتی تو وہ آپؐ سے استفسار کرتے۔ چنانچہ روایات میں حجۃ الوداع کے موقع پر بہت سے صحابہؓ سے آنحضرتؐ سے استفسار کرنے کا تذکرہ ملتا ہے۔ ہر ایک کو آپؐ نے یہی جواب دیا **افعل ولا حرج** (۲۹) (کوئی حرج نہیں)

حجۃ الوداع ہی میں مختلف مواقع پر آپؐ نے صحابہ کے درمیان خطبے دیے۔ ان میں آپؐ نے معاشرہ کے مختلف طبقات کے لیے جو حقوق و فرائض بیان کیے۔ انھیں ہم "انسانیت کے منشور" کا نام دے سکتے ہیں۔ دنیا کا کوئی قانون حقوقِ انسانیت کا ایسا بے مثال منشور پیش کرنے سے قاصر ہے۔

## تنظیمِ حج

فتحِ مکہ کے بعد عرب کے بڑے حصے کا نظم و نسق اسلامی ریاست کے تحت آگیا تھا۔ اس لیے آپؐ نے حج کی بھی تنظیم فرمائی۔ چنانچہ ۹ھ کے حج میں آپؐ نے حضرت ابوبکرؓ کو امیرِ حج بناکر مکہ بھیجا۔ اب وقت آگیا تھا کہ خانہ کعبہ جو خالص خدائے واحد کی عبادت کے لیے قائم کیا گیا تھا، اس کے حدود میں شرک و جاہلیت کی تمام رسمیں بزور بند کردی جائیں۔ یہی نہیں بلکہ مشرکین کو اس گھر کے قریب بھی پھٹکنے نہ دیا جائے۔ اس لیے آنحضرتؐ نے حضرت ابوبکرؓ کو حج میں یہ اعلان کرنے کی ہدایت فرمائی کہ آئندہ سے کوئی برہنہ ہوکر طواف نہ کرے اور نہ ہی کوئی مشرک بیت اللہ کے حدود میں داخل ہو (۳۰)۔ اسی موقع سے سورہ توبہ کی آیات نازل ہوئیں جن میں

مشرکین عرب سے اعلان براءت کیا گیا ہے تو آنحضرتؐ نے حضرت علیؓ کو بھیجا کہ حج کے موقع پر برسرعام لوگوں کو یہ آیات سنا دیں اور ان کے مطابق ان کے لیے جو طرزِ عمل تجویز کیا گیا ہے اس کا اعلان کردیں۔

## خاتمہ

گزشتہ تفصیلات سے یہ بات بخوبی عیاں ہوجاتی ہے کہ رسولؐ اللہ کے عہد میں حج کی حقیقی تصویر کیا تھی ؟ آپ نے اپنے ارشادات اور عمل کے ذریعے کس طرح نسلی امتیازات کا خاتمہ کیا اور تقدس حج کے خود ساختہ اور غیرشرعی معیارات کو باطل قرار دیا ؟ آج بھی امت کی بھلائی اسی بات میں ہے کہ سنت نبوی کو زندہ کیا جائے اور زندگی کے دوسرے معاملات کی طرح حج میں بھی جو غیر شرعی اور غیر مسنون طریقے در آئے ہیں اور تقویٰ و پاکیزگی کے جن خود ساختہ معیارات نے جنم لے لیا ہے، انھیں مردود قرار دے کر سنت کے سرچشمے کی طرف رجوع ہوا جائے کیونکہ لن یصلح اخر ھذہ الامتہ الا بما صلح بہ اولھا (اس امت کے آخری دور کی درستگی اسی ذریعہ سے ہوسکتی ہے جس سے ابتدائی دور کی اصلاح ہوئی تھی)

---

## حوالہ جات

(۱) المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام۔ الدکتور جواد علی۔ مطبعہ المجمع العلمی العراقی بغداد ۱۹۵۵ء جلد پنجم (القسم الدینی) ص ۲۴۴

(۲) قرآن نے حضرت ابراہیمؑ کے اس اعلان عام کا یوں تذکرہ کیا ہے : وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْکَ رِجَالًا وَّعَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ (حج ۲۲/۲۷)

(۳) صحیح بخاری ـ کتاب المناسک باب من کبر فی نواحی الکعبہ۔

(۴) ایک حدیث میں ہے کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ کلمہ طیبہ، نماز، روزہ، حج، زکوۃ (متفق علیہ)

(۵) قرآن میں متعدد مقامات پر نبیؐ کی زبانی ملت ابراہیمی کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے۔ مثلاً دیکھیے آل عمران - ۶۸، النحل ۲۳

(۶) صحیح مسلم کتاب الحج۔ (۷) المفصل جواد علی ۵/۷۷ بلوغ الارب فی معرفتہ احوال العرب۔ السید محمود شکری الآلوسی۔ دارالکتاب العربی، مصر طبع سوم جلد دوم ص ۲۸۹

(۷) الازرقی ۔ اخبار مکہ ۱/۱۱۷۔
(۸) صحیح بخاری، کتاب المناسک، باب رکوب البدن
(۹) ایضاً ۔ باب اذ بوانا لابراہیم مکان البیت۔
(۱۰) ایضاً باب قول اللہ وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا۔
(۱۱) ایضاً باب قول اللہ وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى
(۱۲) ایضاً باب الجاہلیہ۔
(۱۳) ایضاً باب من نذر المشی الی الکعبہ
(۱۴) ایضاً
(۱۵) ایضاً باب التجارۃ ایام الموسم والبیع فی اسواق الجاہلیہ بروایت ابن عباس
(۱۶) صحیح بخاری کتاب المناسک باب التمتع والاقران ولا فراد بالحج ۔ مسلم کتاب الحج باب حجۃ النبیؐ
(۱۷) صحیح بخاری جلد اول، باب ایام الجاہلیہ
(۱۸) ایضاً، وکتاب المناسک باب متی یدفع من جمع
(۱۹) صحیح بخاری، کتاب المناسک باب اذا رای سیرا او شیئا یکرہ الطواف
(۲۰) صحیح بخاری۔ کتاب المناسک باب وجوب الصفا والمروہ
(۲۱) ایضاً باب امر النبیؐ بالسکینۃ عند الافاضہ
(۲۲) ترمذی و ابوداؤد
(۲۳) صحیح بخاری کتاب المناسک باب الرمل فی الحج والعمرہ
(۲۴) متفق علیہ
(۲۵) صحیح مسلم کتاب الحج باب حجۃ النبیؐ
(۲۶) سنن ابی داؤد، کتاب المناسک باب موضع الوقوف بعرفہ
(۲۷) صحیح مسلم کتاب الحج بروایت ابن عباسؓ
(۲۸) متفق علیہ
(۲۹) صحیح بخاری، کتاب المناسک باب الفتیا علی الدابہ عند الجمرہ
(۳۰) صحیح بخاری کتاب المناسک باب لا یطوف بالبیت عریان

---